قسط (۳) ڈاکٹر محمود الحسن عارف *

حقائق سے چشم پوشی کیوں؟

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے حوالے سے ماہنامہ "الحق" میں شائع ہونے والے اعتراضات کا جائزہ

۶۔ مولانا سعید احمد رائے پوری کے خلاف یہ تحریک عین ان دنوں اٹھی جب جہاد افغانستان اختتام پذیر ہو چکا تھا اور امریکہ مشرق وسطیٰ اور افغانستان میں نیا محاذ کھولنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اس لیے یہ سارا عمل ہمیں بے حد پر اسرار سا لگتا ہے۔ آخر ایسی کیا ہنگامی ضرورت پیش آئی تھی کہ اچانک مولانا رائے پوری اور ان کی اس تنظیم کے خلاف ایک طوفان برپا ہو گیا۔

چنانچہ پہلے تو مولانا کے خلاف جامعہ فاروقیہ کے رسالہ الفاروق میں ایک فتویٰ چھپا جس میں مولانا کی قائم کردہ اس تنظیم پر مستفتی کی بجائے مفتی نے وہ الزامات لگائے گئے جو بعد میں اس فتوے کی بنیاد بنے جو مولانا اور ان کی تنظیم کے خلاف دیا گیا۔ جبکہ دوسرے فتویٰ میں جو کہ ماہنامہ بینات بنوری ٹاؤن میں چھپا اس میں مستفتی نے تنظیم پر ۲۳ کے قریب الزامات عائد کیے۔ مدرسہ کے نائب مفتی صاحب نے ان میں آٹھ الزامات عائد کرنے میں مستفتی کی ہم نوائی اختیار کی۔

اس سے قبل کہ ہم ان الزامات پر گفتگو کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود فتویٰ صادر کرنے والے حضرات کا اپنے فتویٰ کے بارے میں موقف بیان کر دیں۔ تا کہ ان فتاویٰ کی نوعیت جاننے میں آسانی ہو سکے۔

ان فتاویٰ میں سے سب سے سرفہرست فتویٰ مولانا سلیم اللہ خان صاحب کا ہے۔ یہ فتویٰ ماہنامہ الفاروق کے شمارہ بابت ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء میں چھپا اس کے تین ماہ کے بعد مولانا نے مورخہ ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ/ ۱۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو اپنے ایک دوست (مولانا سید محسن شاہ صاحب پیزو والے) کو خط لکھا جو جامعہ فاروقیہ کے لیٹر پیڈ پر لکھا گیا ہے کہ

> "فکر ولی اللہی کے متعلق کئی حضرات پوچھتے رہتے ہیں لیکن سنی سنائی باتوں کے علاوہ کوئی مطبوعہ مواد اس فرقے کا جو ان کے خیال میں مستند قرار دیا جا سکتا ہو موجود نہیں۔ معلوم ہوا کہ جناب اس سلسلے میں رہنمائی فرما سکتے ہیں۔ اگر مہربانی فرمائیں تو ممنون ہوگا۔ (سلیم اللہ خان)"

گویا مولانا سلیم اللہ خان صاحب فتویٰ صادر کرنے کے بعد یہ تحقیق فرما رہے ہیں کہ اس تنظیم کے عقائد کیا ہیں؟

---

* صدر شعبہ دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

جب کہ مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم جن کا فتویٰ مکتبہ معارف القرآن کراچی سے شائع ہونے والے فتاوی عثمانی جلد اول (مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ فتوی نمبر ۱۱۳/۱۳مورخہ ربیع الاول) میں مطبوعہ صورت میں موجود ہے ان سے جب اس فتوی کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے لکھا کہ:

"میری جس تحریر کا عکس دیا گیا ہے وہ کوئی فتوی نہیں ہے بلکہ یہ ایک نجی خط کا نجی جواب ہے، اس میں بھی کفر کی بات نہیں کی گئی اگر فتوی دیا جاتا تو تمام تحریریں جمع کر کے ان پر گفتگو کی جاتی والسلام (مورخہ ۳ اگست ۱۹۹۷ء۔)"

اس موقع پر نا مناسب نہ ہوگا کہ مولانا رائے پوری مرحوم کا وہ خط نقل کریں جو انہوں نے اس فتویٰ کے آنے کے بعد مختلف علمائے کرام کو لکھا، ہمارے سامنے جو خط ہے یہ مولانا عبدالرحمان اشرفی مرحوم جامعہ اشرفیہ لاہور کے نام ہے۔ مولانا اس خط میں لکھتے ہیں:

"میں نے الحمد للہ شاہ عبدالقادر رائے پوری کی خدمت میں ۳۰ سال گذارے اور ان کی خدمت میں رہ کر اس وقت کے چوٹی کے اکابرین علمائے دیوبند سے خانقاہ رائے پور میں ملاقاتیں رہیں اور ان سے فیض یاب ہوتا رہا۔ میں نے خانقاہ رائے پور میں مولانا محمد الیاس دہلویؒ بانی تبلیغی جماعت ،مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ،۔۔۔ اور دیگر اکابرین مجلس احرار اسلام و جمعیت علماء ہند کی زیارت کی اور ان سے استفادے کے لیے کئی سال تک خانقاہ رحیمیہ میں امامت کے فرائض انجام دیتا رہا۔ مذکورہ بالا علمائے کرام نے کئی بار میری امامت میں نماز ادا کی۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ میرے استاد حدیث ہیں۔ جب تک مدرسہ میں زیر تعلیم رہا تو حضرت شیخ الحدیث کی خصوصی شفقت میرے اوپر رہی حتیٰ کہ تمام تعلیمی زمانہ میں میرا کھانا حضرت شیخ الحدیث کے گھر سے آتا رہا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں ۳۰ سال گذارنے کے بعد اپنے والد محترم مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت بھی تیس سال کرنے کا مجھے شرف حاصل ہے۔ میرے والد محترم بزرگوں کی یہ امانت میرے سپرد کر گئے اور مجھے خانقاہ رحیمیہ رائے پور کی گدی پر اپنی حیات مبارکہ میں ہی بٹھا گئے۔ الحمد للہ میں نے اکابرین ائمہ و دیگر علماء کرام کے مشن پر پوری تندہی سے کام کیا ہے۔ آپ مجھے تیس سال سے جانتے ہیں اور آپ خانقاہ رائے پور کے بزرگوں کا اعتماد جو میرے اوپر تھا اس سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ آج کل بعض شر پسند عناصر نے خود ساختہ چند غلط عقائد بنا کر میری طرف منسوب کرنے کی انتہائی مکروہ کوشش کی ہے تاکہ خانقاہ رائے پور کے عظیم سلسلہ اور میرے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں۔ میں اپنے اکابرین علماء دیوبند، اکابر رائے پور، اکابر مجلس احرار اور جمعیت علماء ہند کے مسلک ومشرب کا پابند اور ترجمان ہوں۔ میرے خیالات

اپنے بزرگوں اور سرپرستوں اور اکابرین دیوبند سے ذرہ برابر بھی مختلف نہیں ہیں۔ میں اپنے بزرگوں کی تصدیق سے چھپنے والی کتاب المھند علیٰ المفند مولفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ میں مذکور عقائد کا پابند ہوں، گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذریعے سے پھیلائے جانے والے عقائد ونظریات سے میرا اور میرے متعلقین کا کوئی تعلق نہیں۔ ہم بزورتاکید اس کی تردید کرتے ہیں۔ الحمدللہ ہم اپنے اکابر کے مشن اسلام کے اجتماعی غلبہ اور شریعت طریقت، سیاست کے پروگرام کو لے کر چل رہے ہیں جس سے ہزاروں نوجوان اس خانقاہ سے وابستہ ہوکر اپنی دینی و دنیاوی اصلاح کر رہے ہیں۔۔۔(سعید احمد رائے پوری، ۴ستمبر ۲۰۰۰ء)''

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کا یہ گرامی نامہ ان تمام الزامات کی صاف صاف تردید کے لیے کافی ہے جو مولانا اوران کے حلقہ کے لوگوں پر عائد کیے گیے ہیں، جہاں تک مذکورہ فتاویٰ مین مذکور اس جملے کا تعلق ہے ؛انکے عقائد سینہ بسینہ منتقل کئے جاتے ہیں اوران کو طبع کرنے سے یہ گریز کرتے ہیں ان کی خصوص مجالس میں بھی ہر شخص کو شرکت کی اجازت نہیں ہوتی جب تک وہ ان کیلئے قابل اعتماد نہ ہو جائے؛ تو اس کے متعلق صرف یہی عرض کیا جاسکتا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید سے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے ایک شخص کو اس خیال سے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کردیا تھا اور کہا تھا کہ اس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا، تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا ھل شققت قلبه۔

۶۔ جلد بازی اور بے سوچے فتویٰ صادر کرنے والے اس ماحول میں ایسے علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی بحمداللہ موجود ہیں جنہوں نے مولانا اوران کی تنظیم کے متعلق ان تمام الزامات کی پرزور تردید کی ہے۔

اس فہرست میں سب سے نمایاں نام حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب قدس سرہٗ مرکزی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کا ہے جنہوں نے مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری اور تنظیم فکر ولی اللٰہی کے متعلق ان تمام الزامات کی تردید کی اور لکھا کہ

''تنظیم فکر ولی اللٰہی پر الزامات کا سن کر تعجب اور دکھ ہوا۔ حاملین دین پر بے بنیاد حملے اور الزامات لگانا افسوس ناک ہے وہ تنظیم کے اکابرین اور ان کے عقائد سے بخوبی آگاہ ہیں یہ لوگ صحیح العقیدہ ہیں (خط بنام مولانا عبدالغنی درہ پیزو مورخہ ۱۲ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ)۔

حال ہی میں خانقاہِ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی کی طرف سے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے مکتوبات ''صحائفِ مرشدیہ'' کے عنوان سے چھپے ہیں۔ اس میں صفحہ 612 پر حضرت کا یہ مکتوبِ گرامی ''تنظیم فکرِ ولی اللٰہی کے متعلق حضرت اقدسؒ کا مکتوب'' کے عنوان سے چھپا ہے۔

اسی طرح محدث جلیل القدر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم نے ایک تفصیلی بیان میں مولانا سعید احمد

رائے پوری اور ان کے سلسلے کے متعلق فرمایا کہ: میں فکر ولی اللہی کے عقائد کو جانتا ہوں یہ صحیح المسلک تنظیم ہے اور کسی قسم کے مذموم عقائد اس تنظیم کے کسی لٹریچر اور پمفلٹ میں موجود ہی نہیں۔ مرکزی جامع مسجد نوشہرہ کے خطیب قاضی عبدالسلام اس تنظیم کے متعلق بے بنیاد پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

اسی طرح دار العلوم اکوڑہ خٹک کے مفتی مولانا شیر علی صاحب نے بھی مولانا عبدالسلام کے نام اپنے ایک مکتوب میں تنظیم کے متعلق اس بے بنیاد پروپیگنڈے کی تردید کی اور انہیں مشورہ دیا کہ اس سلسلے میں احتیاط سے کام لیں۔

اسی طرح صوبہ سرحد کے ایک معروف خانقاہ، یٰسین زئی جہاں سے مفتی محمود کو بھی خلافت و اجازت حاصل تھی، کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ محمود صاحب نے بھی ان فتاویٰ کی بابت لکھا کہ:

"مجھے تو اس فتویٰ کو دیکھ کر بہت ہی تعجب اور دکھ ہوا۔ ایسے اکابرین اور عمائدین کے بارے میں اگر ہم ایسے بے سروپا الزامات لگا کر فتویٰ صادر کریں تو پھر دین اور حاملین دین کی خیر نہیں ...... حضرت شاہ (سعید احمد) کو تو میں خوب جانتا ہوں۔ خصوصاً اس فتویٰ کے بارے میں میں نے خود حضرت سے بات کی تو آپ نے ان عقائد سے براءت ظاہر فرمائی اس کے بعد پھر مولوی صاحبان کو اپنے ان بے بنیاد فتووں سے رجوع نہ کرنا ظلم نہیں تو کیا ہے واللہ الھادی الی سواء الطریق۔ محمود عفا عنہ خانقاہ یٰسین زئی پنیالہ"

جبکہ انہی صاحبزادہ محمود شاہ صاحب نے مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے مخالفین کو دسیوں مرتبہ دعوت دی کہ وہ بھی آئیں اور مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری بھی آ جاتے ہیں دونوں حضرات براہ راست گفتگو کر کے ایک دوسرے سے تسلی کر لیں انہوں نے مولانا سلیم اللہ خان صاحب کو براہ راست بھی خط لکھا مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ (۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ)

اسی طرح حضرت مولانا سید اسعد مدنی جانشین شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی ایک تحریر میں مولانا سعید احمد رائے پوری کے زیر سرپرستی کام کرنے والی اس تنظیم اور اس کے کام کو بے حد سراہا انہوں نے لکھا کہ اس جماعت (تنظیم ولی اللہی) کے سرپرست اور بانی حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری ہیں جو کہ قطب عالم شاہ عبدالقادر رائے پوری کے سیاسی امین ہیں مجھے نوجوانوں کی اس جماعت پر پورا اعتماد ہے مولانا (اسعد مدنی، ۳۰ شعبان ۱۳۹۸ھ)

اس کے علاوہ مفتی محمود اشرف (مفتی دار العلوم کراچی) مفتی سیف اللہ رحمانی (دار العلوم اکوڑہ خٹک) محمد زکریا دفتر جامعہ اشرفیہ، مفتی مسعود تحسین مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان۔ بشیر انور عابدی دار العلوم رحمانیہ بفرزون کراچی وغیرہ نے محتاط الفاظ میں تنظیم کے متعلق دیئے گئے فتاویٰ کی تردید کی ہے۔

۳۔ ڈاکٹر سعید الرحمان صاحب کا تبصرہ: جہاں تک اس فتویٰ میں لگائے گئے 'الزامات' کا تعلق ہے تو اس حوالے سے یہ مناسب ہوگا کہ ہم معروف سکالر اور شعبہ علوم اسلامیہ، شیخ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کے چیئرمین اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث مولانا بدیع الزمان کے صاحبزادے مولانا مفتی ڈاکٹر

سعید الرحمٰن کا ان الزامات پر وہ خط نقل کریں جو انہوں نے اس فتویٰ جاری کرنے والے ایک مفتی صاحب کو لکھا:

ا۔ جناب محمد اظہر علیم نے دارالافتاء سے ایک تحریری استفتاء کے ذریعہ رجوع کیا جس پر دارالافتاء کے محرر نے ۷۷۸۰ نمبر رقم کیا اور تاریخ ۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ ثبت کی، اس استفتاء کا دو سال تک کوئی جواب نہ دیا گیا باوجودیکہ اس سلسلہ میں کئی بار تقاضا بھی کیا گیا۔ اب یکا یک ایک اور استفتاء ۱۰ جمادی الاخری ۱۴۲۲ھ بمطابق ۳۰ اگست ۲۰۰۱ء کو لکھا جاتا ہے اور دارالافتاء نے کمال چابکدستی سے اسی تاریخ کو جواب دیدیا ہے نہ صرف یہ کہ اسی تاریخ کو دو سال پرانے استفتاء پر بھی استفتاء پر بھی تحریر درج کر دیا جاتا ہے یہ طرز عمل درج ذیل شبہات پیدا کرتا ہے۔

(۱) استفتاء دارالافتاء کے محررین نے تیار کیا اور خود ہی اس پر فتویٰ بھی دیا (۲) دارالافتاء کے محررین تنظیم فکرولی اللہی کی بابت پہلے سے ادھار کھائے بیٹھے تھے اور وہ تنظیم کے بارے میں متعصبانہ جذبات رکھتے تھے اب ایسے ہی آپ ہی بتایئے کہ شریعت اسلامیہ میں ایسی شہادت کی کیا حیثیت ہے؟۔

(۲) جس شخص نے استفتاء مرتب کیا ہے اور بے خبری میں مسجد کمیٹی کے صدر سے دستخط کرائے۔ نہایت دجل سے کام لیتے ہوئے عبارتوں میں قطع وبرید اور اضافے کر کے مفہوم کو مسخ کرنے کی کوشش کی اور دارالافتاء کے محررین نے بھی اسی طرز پر کردار ادا کیا۔ (اس دجل کی تفصیلات کسی اور موقع پر بیان کی جائیں گی)۔

(۳) تنظیم فکرولی اللہی (پاکستان) کے کسی درجہ کے نصاب میں "الہام الرحمٰن" اور افادات ملفوظات" نامی کتب شامل نہیں ہیں، استفتاء میں دجل سے کام لیتے ہوئے انہیں تنظیم کا نصاب قرار دیا گیا ہے اور فتویٰ میں نمبر ۶، ۱۱، ۱۹، ۲۰، اور ۲۲ کے تحت انہی کتابوں کو بنیاد بنایا گیا ہے (گو استفتاء میں انکی عبارتوں کے مفاہیم کو بھی مسخ کیا گیا ہے، جو اس وقت زیر بحث نہیں) اس حوالہ سے تنظیم کے بارے میں استفتاء اور فتویٰ محررین کی بددیانتی کا کھلا ثبوت نہیں؟۔

(۴) فتویٰ (صفحہ ۱۴) کی آخری سطور میں نمبر ۷ کے تحت تنظیم پر جنت ودوزخ کے حوالہ سے جو الزام تراشی کی گئی ہے، اس کی بنیاد جس عبارت پر رکھی گئی ہے، اسے آپ بھی بغور پڑھیے اور بتایئے کہ اس کے کس جملہ سے یہ ظاہر ہوتا کہ جنت ودوزخ محض نفسیاتی کیفیت کا نام ہے۔

(۵) تنظیم فکرولی اللہی (پاکستان) کے نصاب میں المقام المحمود شامل نہیں ہے اس لیے اس حوالہ سے تنظیم پر کسی فتویٰ کا کوئی جواز نہیں بنتا، جہاں تک اس پر تقریظ رکھنے والوں کا تعلق ہے (جن میں راقم بھی شامل ہے) تو وہ جس طرح تنظیم فکرولی اللہی سے وابستہ ہیں، اسی طرح وہ خانقاہ عالیہ رائے پور سے مسلک اور جامعہ العلوم الاسلامیہ کے فاضلین بھی ہیں اور مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ جہاں تک جنت ودوزخ کی ہیشگی وخلد کا صریح انکار کا الزام اصحاب تقاریظ پر لگایا گیا ہے تو یہ ایک صریح بہتان ہے کیونکہ یہ سب حضرات خلود پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں لیکن خلود کے مفہوم میں نہ صرف سلف میں ایک سے زائد آراء رہی ہیں بلکہ قرآن حکیم میں بھی خلود ایک سے زائد معانی میں استعمال ہوا ہے، اس سلسلہ میں فتویٰ کے محررین سردست علامہ سید سلیمان ندوی کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کریں۔

(۶) آب کوثر وغیرہ سے متعلق عبارت درحقیقت حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کی تصنیف "التفہیمات الالہیہ" سے ماخوذ ہے جبکہ فتوی کے محررین نے اسے تنظیم کی طرف منسوب کردیا ہے چنانچہ وہ تنظیم دشمنی میں حضرت شاہ صاحب کو بھی حدیث وآثار سے ثابت شدہ عقیدے سے منحرف قرار دے بیٹھے، غالبا محررین فتاویٰ حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت کو سمجھ ہی نہیں پائے اگر مذکورہ الزام سلف دشمنی نہیں تو جہل مرکب ہونے سے آپ بھی انکار کریں گے، کیا ایسے لوگ منصب افتاء کے شایان شان ہیں؟۔

(۷) جو مساجد فرقہ واریت کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں وہاں سے تنظیم کی مخالفت کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، جہاں مخالف مسلک ونظریہ مسلمان کا داخلہ ممنوع ہے، جہاں طاغوت کے خلاف جہاد کی بات کرنا اور امریکہ دشمنی سے آگاہ کرنا شجر ممنوعہ ہے وہاں مساجد کی انتظامیہ کی اس روش پر تنقید کرنا کسی طور شعائر اسلام کی اہانت کو مستلزم نہیں بلکہ شعائر دین کی عظمت کی بحالی کی ایک مستحسن کوشش ہے۔ استفتاء میں جس مضمون کا حوالہ دیا گیا وہ قارئین کو دعوت فکر ہے۔ آئمہ مساجد کی انتظامیہ اور علماء کرام کو دعوت اصلاح ہے۔ اور مساجد کی حالت زار پر کڑھن اور تاسف کا اظہار ہے۔ معلوم نہیں کہ فتوی کے محررین نے بلاغت اور اصول فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے یا نہیں اگر وہ صاحب مطالعہ ہیں تو انھیں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ کہنے والے کا انداز اور سیاق کلام جملوں کا مفہوم متعین کرتا ہے۔

ان معروضات کا بنیادی مقصد یہ کہ جامعہ کے ارباب حل وعقد اس فتوی کے بارے میں اپنی پوزیشن واضح کریں اگر آپ حضرات اس کے مندرجات کی تائید پر مصر ہیں تو پھر کسی بھی غیر جانبدار ماحول اور غیر متعصب پلیٹ فارم پر کھلا مباحثہ کی خصوصی دعوت ہے تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل ہوسکے۔

نیز تنظیم کے وابستگان دارالافتاء کے ذمہ داروں کے بارے میں کوئی بھی سماجی قانونی یا ابلاغی راستہ اختیار کرنے کا حق رکھتے ہیں، جسے وہ مناسب موقع پر استعمال کریں گے۔ اسی صورت میں جامعہ کے شہرت متاثر ہونے کی ذمہ داری محررین فتوی اور ان کے سرپرستوں پر عائد ہوگی (والاثم علی من افتاہ.)

مجھے قوی امید ہے کہ ایسے موقعے پر جب پاکستان میں دینی قوتوں کے اتحاد کی کہیں زیادہ ضرورت ہے، مذکورہ فتوی کی تردید جاری کی جائے گی۔ فقط، والسلام (سعید الرحمن بن حضرت مولانا محمد بدیع الزمان

۲ ررجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰ اگست ۲۰۰۲م)

مولانا کی جمعیت طلبہ اسلام کی سرپرستی کا مسئلہ:

نقد نگار نے مولاناؒ کی جمعیت طلبہء اسلام کی سرپرستی پر بھی اعتراض کیا ہے یہ مسئلہ چونکہ ان دونوں موضوعات سے زیادہ تفصیل اور وضاحت طلب ہے اور پھر نقد نگار نے بھی اس بات کو کسی حد تک تسلیم کیا کہ مولانا اس کے تین سرپرستوں میں سے ایک تھے اس لیے اس مسئلے کو کسی اور وقت کیلئے اٹھا رکھتے ہیں۔ جمعیت طلبائے اسلام کے ماضی، حال اور مستقبل کے عنوان پر ایک تفصیلی مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔ اس میں ان شاء اللہ اس عنوان پر بھی تفصیلی گفتگو ہوگی۔